يُتْرَكُ الْفُقَرَاءُ وَمَنْ تَرَكَ الدَّعْوَةَ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ

(بخاری۔مسلم۔مشکوٰۃ۔ ص ۲۷۰)

"حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بدترین کھانا ولیمہ کا کھانا ہے جس میں خوش حال لوگوں کو بلایا جائے اور ناداروں کو چھوڑ دیا جائے۔ اور جس نے دعوت ترک کر دی، بلا عذر قبول نہیں کی، اس نے اللہ اور اس کے رسولؐ کی نافرمانی کی۔"

فواحش کے چور دروازوں کی بندش

۳۵۸ - عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ وَّلَا تُسَافِرَنَّ امْرَأَةٌ اِلَّا وَمَعَهَا مَحْرَمٌ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اكْتُتِبْتُ فِي غَزْوَةِ كَذَا وَكَذَا وَخَرَجَتِ امْرَأَتِيْ حَاجَّةً قَالَ اذْهَبْ فَاحْجُجْ مَعَ امْرَأَتِكَ۔ (بخاری۔مسلم۔مشکوٰۃ۔ کتاب المناسک)

"حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کوئی مرد کسی (غیر محرم) عورت کے ساتھ تنہا نہ رہے، اور کوئی عورت محرم مرد کے بغیر سفر نہ کرے۔" ایک آدمی نے سوال کیا: یا رسول اللہؐ!! میرا نام فلاں غزوہ میں (شامل ہونے کے لیے) لکھ لیا گیا ہے، اور میری بیوی حج کے ارادے سے نکل کھڑی ہوئی ہے۔ آپؐ نے فرمایا: "جاؤ اپنی بیوی کے ہمراہ حج ادا کرو۔"

اس روایت سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ اسلام نے بے حیائی، بدکاری کی بندش

Marfat.com

اور عورت کی عصمت کے تحفّظ کی خاطر جہاد جیسی اہم عبادت کی بھی پروا نہیں کی ہے۔

۳۵۹ - عَنْ اُمَیْمَةَ بِنْتِ رُقَیْقَةَ قَالَتْ بَایَعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ نِسْوَةٍ فَقَالَ لَنَا فِیْمَا اسْتَطَعْتُنَّ وَ طَقْتُنَّ قُلْتُ اَللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَرْحَمُ بِنَا مِنَّا بِاَنْفُسِنَا قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ یَا بِیْتَ تَعْنِیْ صَافِحْنَا قَالَ اِنِّیْ لَا اُصَافِحُ النِّسَاءَ وَلَا یَدَ اِمْرَأَةٍ کَقَوْلِیْ لِاِمْرَأَةٍ وَّاحِدَةٍ - (رواہ مالک - مشکوٰۃ - باب الصلح)

"اُمیمہؓ بنت رُقیقہ سے روایت ہے کہ مَیں نے عورتوں کے مجمع میں شامل ہو کر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلّم سے بیعت کی۔ آپؐ نے فرمایا: "مَیں اُن کاموں کے بارے میں بیعت لے رہا ہوں جو تم کر سکو"۔ مَیں نے عرض کیا: "اللہ اور اُس کا رسُول صلی اللہ علیہ وسلّم ہم پر ہماری بہ نسبت زیادہ مہربان ہیں"۔ (پھر) مَیں نے کہا: "یا رسُولؐ اللہ! ہم سے بیعت کیجیے" یعنی مصافحہ کیجیے۔ آپؐ نے فرمایا: "میرا زبانی سَو عورتوں سے بیعت لے لینا ایسا ہی ہے جیسا میرا ایک عورت سے زبانی بیعت لے لینا"

تشریح: نبی تو اپنی اُمّت کا باپ ہوتا ہے، بلکہ اس سے بھی بڑھ کر۔ اس کے باوجود آپؐ نے بیعت کے وقت مصافحہ کرنے سے پرہیز کیا۔ اگر آپؐ نے وقت ایسا نہ کرنے تو قیامت تک کے لیے غلط قسم کے مذہبی پیشوا اس کی آڑ لے کر سنّت کے نام سے بے شرمی اور بے حیائی کا طوفان اُٹھانے میں دلیر ہو جا

۳۶۰ - عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّهَا کَانَتْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَ

Marfat.com

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَمَیْمُوْنَۃَ اِذْ اَقْبَلَ ابْنُ اُمِّ مَکْتُوْمٍ فَدَخَلَ عَلَیْہِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ احْتَجِبَا مِنْہُ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَلَیْسَ ھُوَ اَعْمٰی لَا یُبْصِرُنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَفَعَمْیَا وَاِنْ اَنْتُمَا اَلَسْتُمَا تُبْصِرَانِہٖ۔

(رواہ الترمذی ۔ مشکوٰۃ ۔ باب النظر الی المخطوبۃ)

"اُمِّ سلمہؓ سے روایت ہے کہ وہ اور میمونہؓ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں موجود تھیں، اُسی وقت ابن اُمِّ مکتوم پہنچ گئے۔ آپؐ نے فرمایا: "ان سے پردہ کرلو!" میں نے کہا: یہ نابینا نہیں ہیں۔؟ یہ تو ہمیں دیکھ بھی نہیں سکتے۔ آپؐ نے فرمایا: "کیا تم دونوں بھی نابینا ہو، کیا تم ان کو نہیں دیکھ رہی ہو؟"

توضیح : ابن اُمِّ مکتومؓ ایک برگزیدہ صحابی ہیں۔ پھر یہ کہ نابینا ہونے کے باوجود ازواجِ مطہرات جیسی پاک باز خواتین کو اُن سے پردہ کرنے کے لیے حکم دیا جارہا ہے۔ اس سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ آج کل جو بہت سی عورتیں غلط عقیدت یا توہم پرستی میں مبتلا ہوکر نامحرم پیروں، مرشدوں اور مولویوں کے سامنے آجاتی ہیں، وہ اسلام کی رُوح سے کس قدر بیگانہ ہیں۔

۳۶۱ ۔ عَنْ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَاَۃٍ اِلَّا کَانَ ثَالِثَھُمَا الشَّیْطٰنُ

(رواہ الترمذی ۔ مشکوٰۃ ۔ ص ۲۶۱)

"حضرت عمرؓ بن الخطاب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کوئی مرد کسی (اجنبی نامحرم) عورت کے ساتھ تنہا نہیں رہتا مگر یہ

Marfat.com

کہ اُن کا تیسرا شیطان ہوتا ہے۔"

تشریح : یعنی کسی ایسی جگہ جہاں نامحرم مرد اور عورت کے سوا کوئی تیسرا نہ ہو وہاں شیطان کی بن آتی ہے، اور ہر وقت یہ خطرہ پیدا ہو جاتا ہے کہ کہیں یہ دونوں کسی فتنہ میں مبتلا نہ ہو جائیں۔

۳۶۲۔ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ شَرِّ النَّاسِ عِنْدَ اللّٰہِ مَنْزِلَۃً یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ الرَّجُلُ یُفْضِیْ اِلٰی امْرَاَتِہٖ وَتُفْضِیْ اِلَیْہِ یَنْشُرُ سِرَّھَا۔

(رواہ مسلم۔ مشکوٰۃ۔ باب المباشرۃ)

"حضرت ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ کے ہاں قیامت کے دن درجہ کے لحاظ سے بدترین انسان وہ ہے جو اپنی بیوی کے پاس جاتا ہے اور وہ اس کے پاس آتی ہے، (پھر بعد میں لوگوں میں) اس کا راز (خفیہ حالات) افشا کرتا پھرتا ہے۔"

۳۶۳۔ عَنْ جَرِیْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ نَظَرِ الْفُجَاءَۃِ فَاَمَرَنِیْ اَنْ اَصْرِفَ بَصَرِیْ۔ (صحیح مسلم۔ مشکوٰۃ۔ باب النظر الی المخطوبۃ ص ۲۶۰)

"جریر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ میں نے اچانک (پڑ جانے والی) نگاہ کے بارے میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا تو آپؐ نے مجھے فرمایا کہ میں اپنی نگاہ پھیر لوں۔"

تشریح : اسلام میں زنا کو اخلاقی لحاظ سے انتہائی خطرناک مرض قرار

ہے۔ اس لیے اس کی طرف جانے والے تمام راستوں اور دروازوں پر بھی پہرے بٹھا دیے گئے ہیں۔

۳۶۴ - عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ طِیْبُ الرِّجَالِ مَا ظَهَرَ رِیْحُهٗ وَخَفِیَ لَوْنُهٗ وَطِیْبُ النِّسَآءِ مَا ظَهَرَ لَوْنُهٗ وَخَفِیَ رِیْحُهٗ۔ (رواہ الترمذی۔ مشکوٰۃ۔ باب الزینۃ)

"(بروایت ابوہریرہؓ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مردوں کی خوشبو وہ ہے جس کی مہک ظاہر ہو، یعنی گردوپیش میں محسوس کی جا سکتی ہو اور جس کا رنگ نمایاں نہ ہو۔ عورتوں کی خوشبو وہ ہے جس کا رنگ نمایاں ہو اور جس کی مہک ہلکی ہو۔"

توضیح: اسلام، ایک صالح معاشرہ کو بے حیائی، بدکاری اور اس کے محرکات سے پاک رکھنا چاہتا ہے۔ اس لیے عورتوں کو ایسی خوشبو لگانے سے روکتا ہے جو شہوانی جذبات کے لیے ہیجان انگیز ہو سکے۔ اس کے برعکس مردوں کے لیے تیز خوشبو کا استعمال جائز ہے۔ یہاں اس فتنے کا اندیشہ نہیں ہے جو عورتوں کے طرزِ عمل سے پیدا ہو سکتا ہے۔

مردوں کے لیے رنگ دار خوشبو کا استعمال ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ ان کو اپنے مزاج اور فرائض و مشاغل کے لحاظ سے یہی بات زیب دیتی ہے کہ وہ اپنے لباس اور وضع قطع میں زیادہ سے زیادہ سادگی کی راہ اختیار کریں۔

اس کے برخلاف مستورات کو رنگ آمیز خوشبو کی اجازت ہے، ظاہر ہے کہ عورت فطرتی طور پر زینت و آرائش کو پسند کرتی ہے، اس لیے

Marfat.com

اسلام نے بھی اس فطری تقاضے کو ملحوظ رکھا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس فطری تقاضے کے پورا کرنے پر اسلام نے کچھ ایسی پابندیاں بھی لگا دی ہیں جن کی بنا پر اسلامی معاشرہ بے حیائی اور اخلاقی آوارگی سے محفوظ رہ سکتا ہے۔

بے حیائی کی اشاعت

۳۶۵ ۔ عَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ قَالَ اَلْقَائِلُ الْفَاحِشَةَ وَالَّذِیْ یَشِیْعُ بِهَا فِی الْاِثْمِ سَوَاءٌ ۔ (الادب المفرد۔ باب اثم من سمع فاحشۃ فافشاہ ص ۴۹)

"حضرت علیؓ بن ابی طالب سے روایت ہے کہتے ہیں: "فحش اور بیحیائی کی باتیں زبان سے نکالنے والا، اور معاشرے میں ان کا پھیلانے والا، دونوں گناہ میں برابر ہیں"

غلط ماحول

۳۶۶ ۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مَوْلُوْدٍ اِلَّا یُوْلَدُ عَلَی الْفِطْرَةِ فَاَبَوَاهُ یُهَوِّدَانِهٖ اَوْ یُنَصِّرَانِهٖ اَوْ یُمَجِّسَانِهٖ كَمَا تُنْتَجُ الْبَهِیْمَةُ بَهِیْمَةً جَمْعَاءَ هَلْ تُحِسُّوْنَ فِیْهَا مِنْ جَدْعَاءَ ثُمَّ یَقُوْلُ فِطْرَةَ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْهَا لَا تَبْدِیْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ذٰلِكَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ ۔

(بخاری مسلم مشکوٰۃ۔ باب الایمان بالقدر۔ ص ۱۳)

"حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بچہ کی پیدائش فطرت پر ہوتی ہے۔ پھر اس کے ماں باپ اسے یہودی، نصرانی یا مجوسی بنا لیتے ہیں، جس طرح کہ ایک چوپایہ صحیح سالم بچہ جنتا

Marfat.com

ہے، کیا تم ان میں کوئی کن کٹا پاتے ہو؟" پھر آپؐ فرماتے ہیں: "اللہ کی فطرت کو اختیار کرو جس پر اللہ نے لوگوں کو پیدا کیا ہے۔ اللہ کی پیدائش اور بناوٹ میں کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی، یہ سیدھا اور مضبوط دین ہے۔"

تشریح : یعنی اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو فطرت (اسلام) پر پیدا کیا ہے۔ بعد میں والدین کی غلط تربیت اور ماحول کے بُرے اثرات کی بنا پر وہ بے راہ ہو جاتا ہے۔

ہوسِ اقتدار

۳۶۷۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّكُمْ سَتَحْرِصُوْنَ عَلَی الْاِمَارَةِ وَسَتَكُوْنُ نَدَامَةً یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فَنِعْمَ الْمُرْضِعَةُ وَبِئْسَتِ الْفَاطِمَةُ۔

(رواہ البخاری۔ مشکوٰۃ۔ کتاب الامارۃ ص ۳۱۲)

"حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "عنقریب تم امارت و حکومت کے حریص ہو جاؤ گے لیکن وہ قیامت کے دن ندامت کا باعث ہو گی۔ دودھ پلانے والی کیا ہی خوب ہے اور دودھ چھڑانے والی کیا ہی بُری ہے۔"

توضیح : یہاں حکومت و امارت کو مرضعہ اور فاطمہ (دودھ چھڑانے والی) کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے۔ یعنی انسان حکومت کے منصب پر براجمان ہو کر تو خوب مزے لوٹتا ہے، لیکن جب موت یا معزولی کی وجہ سے یہ منصب چھنتا ہے تو پھر ان لذتوں اور مسرتوں کی یاد حسرت و اندوہ کی شکل میں اس کو

Marfat.com

ستاتی رہتی ہے۔

مجرم کی سفارش

۳۶۸۔ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ قُرَيْشًا اَهَمَّتْهُمْ شَانُ الْمَرْاَةِ الْمَخْزُوْمِيَّةِ الَّتِيْ سَرَقَتْ فَقَالُوْا مَنْ يُكَلِّمُ فِيْهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا مَنْ يَجْتَرِئُ عَلَيْهِ اِلَّا اُسَامَةُ ابْنُ زَيْدٍ حِبُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَلَّمَهٗ اُسَامَةُ فَتَلَوَّنَ وَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ اَتَشْفَعُ فِيْ حَدٍّ مِنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ ثُمَّ قَامَ فَاخْتَطَبَ ثُمَّ قَالَ اِنَّمَا اَهْلَكَ الَّذِيْنَ قَبْلَكُمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا اِذَا سَرَقَ فِيْهِمُ الشَّرِيْفُ تَرَكُوْهُ وَاِذَا سَرَقَ فِيْهِمُ الضَّعِيْفُ اَقَامُوْا عَلَيْهِ الْحَدَّ وَاَيْمُ اللّٰهِ لَوْ اَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا۔ (بخاری مسلم۔ مشکوٰۃ۔ باب الشفاعۃ فی الحدود۔ ص ۳۰۶)

"حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ قریش کو ایک مرتبہ ایک مخزومیہ عورت کے بارے میں جس نے چوری کی تھی، بہت پریشانی اُٹھانی پڑی (کہ اس کا ہاتھ نہ کٹ جائے)۔ اُنھوں نے مشورہ کیا کہ اس کے حق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کون سفارش کرے؟ کہنے لگے: آنحضورؐ کے سامنے کی جرأت سوائے اُسامہ بن زیدؓ کے اور کون کر سکتا ہے کیونکہ اُسامہؓ آپؐ محبوب ہیں۔ چنانچہ حضرت اُسامہؓ نے آپؐ سے بات کی۔ اس پر رسول اللہ صلی علیہ وسلم کا چہرہ متغیر ہو گیا اور آپؐ نے فرمایا: "کیا تم حدود اللہ میں سے ایک بارے میں سفارش کر رہے ہو؟" پھر آپؐ نے کھڑے ہو کر خطبہ دیا اور فرما

"تم سے پہلے لوگ اسی لیے تو ہلاک ہوئے کہ اُن میں سے اگر با اثر آدمی چوری کرتا تو اُسے چھوڑ دیتے تھے اور جب کوئی کمزور چوری کرتا تو اُس پر حد جاری کر دیتے تھے۔ خدا کی قسم! اگر فاطمہؓ بنتِ محمدؐ چوری کرتی تو میں اُس کا ہاتھ بھی کاٹ دیتا۔"

عہد شکنی

۳۶۹۔ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ عِدَّةٍ مِّنْ اَبْنَاءِ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اٰبَائِهِمْ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلَا مَنْ ظَلَمَ مُعَاهِدًا اَوِ انْتَقَصَهٗ اَوْ كَلَّفَهٗ فَوْقَ طَاقَتِهٖ وَاَخَذَ مِنْهُ شَيْئًا بِغَيْرِ طِيْبِ نَفْسٍ فَاَنَا حَجِيْجُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔ (رواہ ابوداؤد۔ مشکوٰۃ۔ باب الصلح)

"صفوان بن سلیم سے روایت ہے وہ صحابہ کرامؓ کے صاحب زادوں سے روایت کرتے ہیں اور وہ اپنے آباء کرام سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "سنو! جس نے مُعاہد (جس فرد یا قوم سے معاہدہ کیا گیا ہو) پر ظلم کیا یا اُس کے حق میں کمی کی یا طاقت سے زیادہ اس پر (ذمہ داری یا کام کا) بوجھ ڈالا یا اُس کی خوش دلی کے بغیر اس کی کوئی چیز ہتھیالی، تو قیامت کے دن، میں (اُس کی طرف سے وکیل بن کر) جھگڑوں گا۔"

خطرناک اجتماعی امراض

۳۷۰۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَا ظَهَرَ الْغُلُوْلُ فِيْ قَوْمٍ اِلَّا اَلْقَى اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ وَلَا فَشَا الزِّنَا فِيْ قَوْمٍ اِلَّا كَثُرَ فِيْهِمُ الْمَوْتُ، وَلَا نَقَصَ قَوْمُ الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ اِلَّا قُطِعَ عَنْهُمُ

الرِّزْقُ وَلَاحَكَمَ قَوْمٌ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّا فَشَا فِيْهِمُ الدَّمُ وَلَاخَتَرَ قَوْمٌ بِالْعَهْدِ اِلَّا سُلِّطَ عَلَيْهِمُ الْعَدُوُّ۔ رواہ مالک حکمۃ۔ باب تغیر الناس)

"حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ جس قوم میں خیانت کا بازار گرم ہوگا، اس قوم میں اللہ تعالیٰ دشمن کا خوف اور دہشت پھیلا دے گا۔ جس معاشرے میں زنا کی وبا عام ہوگی وہ فنا کے گھاٹ اُتر کر رہے گا۔ جس سوسائٹی میں ناپ تول میں بددیانتی کا رواج عام ہوگا وہ رزق کی برکت سے محروم ہو جائے گی۔ جہاں ناحق فیصلے ہوں گے وہاں خوں ریزی لازماً ہو کر رہے گی۔ اور جس قوم نے بدعہدی کی اس پر دشمن کا تسلط بہرحال ہو کر رہے گا۔"

دُنیا کی طمع

۳۷۱۔ عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوْشِكُ الْاُمَمُ اَنْ تَدَاعٰى عَلَيْكُمْ كَمَا تَدَاعَى الْاَكَلَةُ اِلٰى قَصْعَتِهَا قَالَ قَائِلٌ وَّمِنْ قِلَّةٍ نَحْنُ يَوْمَئِذٍ قَالَ بَلْ اَنْتُمْ يَوْمَئِذٍ كَثِيْرٌ وَلٰكِنَّكُمْ غُثَاءٌ كَغُثَاءِ السَّيْلِ، وَلَيَنْزِعَنَّ اللّٰهُ مِنْ صُدُوْرِ عَدُوِّكُمُ الْمَهَابَةَ مِنْكُمْ وَلَيَقْذِفَنَّ فِيْ قُلُوْبِكُمُ الْوَهْنَ، قَالَ قَائِلٌ يَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا الْوَهْنُ قَالَ حُبُّ الدُّنْيَا وَكَرَاهِيَةُ الْمَوْتِ۔

"حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس طرح کھانے والے ایک دوسرے کو دسترخوان کی طرف دعوت دیتے ہیں اس طرح عنقریب ایسا ہوگا کہ (دشمن) قومیں (لقمۂ تر سمجھ کر) تم پر ٹوٹ پڑیں گی۔" ایک شخص نے سوال کیا: کیا ایسا ہماری قلتِ تعداد کی بنا پر ہوگا؟ آپؐ نے فرمایا:

Marfat.com

نہیں، بلکہ تم اُس وقت تعداد میں بہت ہو گے لیکن تمھاری حیثیت خس وخاشاک سے زیادہ نہ ہوگی۔ دشمنوں کے دلوں سے تمھارا رُعب اُٹھ جائے گا، اور تمھارے اندر "وھن" کی بیماری پیدا ہو جائے گی۔" آپؐ سے سوال کیا گیا: "وھن کا کیا مطلب ہے؟ آپؐ نے فرمایا: "دُنیا کی محبت اور موت سے نفرت"۔

تشریح: دُنیا کی نعمتوں سے اگر دل کا لگاؤ جائز حد تک ہو تو اسلام اس سے نہیں روکتا، لیکن اگر یہی لگاؤ اتنا بڑھے کہ انسان میں بزدلی اور پست ہمتی پیدا ہو جائے تو نہ وہ دنیا میں عزت کی نگاہ سے دیکھا جا سکتا ہے اور نہ آخرت میں سعادت و کامرانی سے ہمکنار ہو سکتا ہے"۔

Marfat.com

Marfat.com

صالح اجتماعی نظام

Marfat.com

Marfat.com

اجتماعی نظم

۳۷۲- عَنْ اَبِی سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا کَانَ ثَلٰثَۃٌ فِیْ سَفَرٍ فَلْیُؤَمِّرُوْا اَحَدَھُمْ

(رواہ ابو داؤد۔ مشکوٰۃ باب آداب السفر)

"ابوسعید خدری رضؓ سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ: جب سفر میں تین آدمی ہوں تو ان میں سے ایک کو امیر بنا لیا جائے۔"

تشریح: اس حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے امام ابن تیمیہؒ لکھتے ہیں کہ جب سفر جیسی عارضی حالت میں بھی جماعتی نظم قائم کرنے کی تاکید کی گئی ہے تو حضر کی صورت میں بدرجہ اولیٰ جماعتی نظم و امارت کی تشکیل واجب ہو جاتی ہے۔ اسی کی تائید ایک دوسری روایت سے ہوتی ہے جس میں آپؐ نے فرمایا: اگر کسی جنگل (فلاۃ) میں تین آدمی ہوں تو ان میں سے ایک کو امیر بنا لیا جائے۔

التزامِ جماعت

۳۷۳- عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ ثَلٰثَۃٍ فِیْ قَرْیَۃٍ وَّلَا بَدْوٍ لَا تُقَامُ فِیْھِمُ الصَّلٰوۃُ اِلَّا قَدِ اسْتَحْوَذَ عَلَیْھِمُ الشَّیْطٰنُ فَعَلَیْکَ بِالْجَمَاعَۃِ

فَاِنَّمَا يَاْكُلُ الذِّئْبُ الْقَاصِيَةَ - (رواہ ابوداؤد مشکوٰۃ۔ باب الجماعۃ۔ ص)

"ابوالدرداءؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کسی جنگل یا بستی میں تین آدمی رہتے ہوں اور پھر وہ (اجتماعی طور پر) نماز کا اہتمام نہ کریں تو لازماً اُن پر شیطان مسلط ہو کر رہے گا۔ (سُنو!) جماعت سے وابستہ رہو ورنہ تمہارا حشر وہی ہوگا جو ریوڑ سے الگ رہنے والی بھیڑ کا ہوتا ہے) بھیڑیا اُسے ہڑپ کر جاتا ہے"

تشریح : باطل اور فسق و فجور کی طاقتیں متحد اور ان کے باقاعدہ منظم جتھے قائم ہیں، ان کا زور توڑنے کے لیے ضروری ہے کہ اہلِ حق اور اصحابِ تقویٰ بھی منظم اور متحد ہوں۔

اسی لیے کتاب و سُنّت میں جماعتی زندگی اختیار کرنے کی بار بار تاکید آئی ہے۔ بلکہ تقویٰ کی بنیادوں پر قائم "الجماعہ" سے خروج کو ارتداد کا ہم معنی قرار دیا ہے۔

اجتماعی نظم کی اہمیت

۳۷ ۴ - عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْجِهَادُ وَاجِبٌ عَلَيْكُمْ مَعَ كُلِّ اَمِيْرٍ بَرًّا كَانَ اَوْ فَاجِرًا وَاِنْ عَمِلَ الْكَبَائِرَ، وَالصَّلٰوةُ وَاجِبَةٌ عَلَيْكُمْ خَلْفَ كُلِّ مُسْلِمٍ بَرًّا كَانَ اَوْ فَاجِرًا وَاِنْ عَمِلَ الْكَبَائِرَ وَالصَّلٰوةُ وَاجِبَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ بَرًّا كَانَ اَوْ فَاجِرًا وَاِنْ عَمِلَ الْكَبَائِرَ - (ابوداؤد۔ مشکوۃ۔ باب الامارۃ)

"حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

فرمایا: مسلمانو! ہر نیک یا بد امیر کی رہنمائی میں خواہ وہ کبائر کا ارتکاب کرتا ہو، تم پر جہاد فرض ہے۔ ہر نیک یا بد مسلمان کے پیچھے خواہ وہ کبائر کا مرتکب ہو، نماز ادا کرلینا واجب ہے۔ ہر نیک یا بد کی نماز جنازہ ادا کرنا، خواہ وہ کبائر میں مبتلا ہو، ضروری ہے۔

تشریح: اس روایت سے کئی باتیں معلوم ہوتی ہیں:

(۱) مسلمانوں کا امیر اخلاق و کردار کے لحاظ سے خواہ کیسا ہی ہو، نیک کاموں میں بہرحال اس کی اطاعت کرنی پڑے گی۔

(۲) امام نیک ہو یا فاسق و فاجر ہر ایک کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے۔ یہ اس صورت میں ہے جب کہ امام یا امیر پہلے سے بنا ہوا ہے یا زور و قوت سے مسلط ہو گیا ہے، ورنہ عام حالات میں جب کہ مسلمانوں کو اپنا امیر یا امام منتخب کرنے کا موقع ملے، تو انھیں اپنے میں سے اخلاق و تقویٰ کے لحاظ سے بہتر آدمی چننا چاہیے جیسا کہ حدیث میں ہے: اِجْعَلُوْا اَئِمَّتَکُمْ خِیَارَکُمْ۔

(۳) کوئی مسلمان خواہ کتنا ہی بدعمل ہو اس کی نماز جنازہ ادا کرنے سے گریز نہیں کرنا چاہیے۔

ہاں اگر کوئی شخص بُری طرح بدنام ہو، یا اس نے ایسا کام کیا ہو جس سے حقوق العباد پر زد پڑتی ہو تو عوام کی تنبیہ اور سبق و عبرت کے لیے معاشرے کے ایسے افراد جو علم و تقویٰ کے لحاظ سے نمایاں ہیں اس کی نماز جنازہ سے الگ رہ سکتے ہیں۔ جیسا کہ حدیث میں ہے کہ آپؐ نے خودکشی کرنے والے کی نمازِ جنازہ نہیں پڑھائی۔

Marfat.com

اسی طرح مقروض کا جنازہ آپؐ نے خود نہیں پڑھایا بلکہ لوگوں سے فرمایا صَلُّوْا عَلٰی صَاحِبِکُمْ (اپنے ساتھی کا جنازہ پڑھ لو)۔

واضح رہے کہ بائیکاٹ اور قطع تعلق کی پالیسی وہیں چل سکتی ہے جہاں صحیح معنیٰ میں معاشرہ اسلامی بنیادوں پر قائم ہو چکا ہو۔

نظم کی پابندی

۳۷۵ - عَنْ بَشِیْرِ بْنِ الْخَصَاصِیَةِ قَالَ قُلْنَا اِنَّ اَهْلَ الصَّدَقَةِ یَعْتَدُوْنَ عَلَیْنَا اَفَنَکْتُمُ مِمَّنْ اَمْوَالِنَا بِقَدْرِ مَا یَعْتَدُوْنَ، قَالَ لَا۔

(ابوداؤد۔ مشکوٰۃ۔ کتاب الزکوٰۃ)

"بشیرؓ سے روایت ہے کہ ہم نے آنحضورؐ سے سوال کیا کہ صدقہ وصول کرنے والے ہم پر زیادتی کرتے ہیں۔ کیا ہم اپنے مالوں میں سے ان کی زیادتی کے مطابق چھپا سکتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: "نہیں"

تشریح: اِس حدیث سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ سمع وطاعت اور نظم کی پابندی کا اسلام میں کیا مقام ہے۔

اسلامی حکومت کے کارندے اگر زکوٰۃ و صدقات وصول کرتے ہوئے ظلم بھی کریں تب بھی ان کے جواب میں کوئی غلط قدم نہیں اٹھایا جا سکتا۔

اطاعت کے حدود

۳۷۶ - عَنِ ابْنِ عُمَرَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلسَّمْعُ وَالطَّاعَةُ عَلَی الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ فِیْمَا اَحَبَّ وَکَرِهَ مَالَمْ یُؤْمَرْ بِمَعْصِیَةٍ فَاِذَا اُمِرَ بِمَعْصِیَةٍ فَلَا سَمْعَ وَلَا طَاعَةَ

(متفق علیہ۔ مشکوٰۃ۔ کتاب الامارۃ)

Marfat.com

"حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مسلمانوں پر سمع وطاعت (سننا اور ماننا) واجب ہے۔ خواہ اُسے (اپنے امیر کا حکم) پسند ہو یا ناپسند۔ بہ اُسی وقت تک ہے جب تک کہ خدا کی نافرمانی کا حکم نہ دیا جائے۔ لیکن اگر خدا کی نافرمانی کا حکم دے تو پھر نہ سُننا ہے اور نہ ماننا"۔

حُدود اللہ کے خلاف کوئی مُعاہدہ اور اقرار جائز نہیں ہے۔

۳۷۷۔ عَنْ عُمَرَ بْنِ عَوْفٍ الْمُزَنِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الصُّلْحُ جَائِزٌ بَيْنَ الْمُسْلِمِيْنَ إِلَّا صُلْحًا حَرَّمَ حَلَالًا أَوْ أَحَلَّ حَرَامًا، وَالْمُسْلِمُوْنَ عَلٰى شُرُوْطِهِمْ إِلَّا شَرْطًا حَرَّمَ حَلَالًا أَوْ أَحَلَّ حَرَامًا۔ (ترمذی مشکوٰۃ۔ باب الافلاس)

"عمرؓ بن عوف سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مسلمانوں کے درمیان صلح کے عہد و پیمان جائز ہیں۔ ہاں ایسی صلح جائز نہیں جو حرام کو حلال، یا حلال کو حرام بنا دے۔ مسلمان اپنے طے کردہ شرائط کے پابند ہوں گے، الّا یہ کہ کوئی ایسی شرط ہو جو حلال کو حرام یا حرام کو حلال میں تبدیل کر دے"۔

تشریح: مسلمانوں کے تمام معاشی، سیاسی معاملات، معاشرتی تعلقات، بین الاقوامی معاہدات اور ملکی قانون سازی کی حدود اسی حدیث کی روشنی میں طے ہونی چاہییں۔

Marfat.com

یعنی یہ ضروری نہیں ہے کہ اِس قسم کے معاملات میں کتاب وسنّت سے ہر جُزئی مسئلہ کی تائید کے لیے سند تلاش کی جائے۔ بلکہ صرف اتنا دیکھ لینا کافی ہے کہ ہمارا کوئی قدم کسی واضح نص کے خلاف تو نہیں اُٹھ رہا ہے۔ ہاں عبادات کے معاملہ میں ضروری ہے کہ ہر چھوٹی سے چھوٹی جُزئی کا ثبوت کتاب وسُنّت سے فراہم کیا جائے، ورنہ اندیشہ ہے کہ کہیں عبادت کی آڑ میں بدعات نہ رواج پا جائیں۔

Marfat.com

امیر کی ذمّہ داریاں

۳۷۸ - عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَيُّمَا وَالٍ وَلِيَ مِنْ اَمْرِ الْمُسْلِمِيْنَ شَيْئًا فَلَمْ يَنْصَحْ لَهُمْ وَلَمْ يَجْهَدْ لَهُمْ كَنُصْحِهٖ وَجُهْدِهٖ لِنَفْسِهٖ كَبَّهُ اللّٰهُ عَلٰى وَجْهِهٖ فِي النَّارِ۔ (المعجم الصغیر للطبرانی - ص ۹۴)

"معقلؓ بن یسار سے روایت ہے کہ مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کو فرماتے ہوئے سُنا: "جو کوئی بھی مُسلمانوں کے کسی معاملہ کا ذمّہ دار بنا، پھر اُس نے اُن کے لیے ایسی خیر خواہی اور کوشش نہ کی جیسی وہ اپنی ذات کے لیے کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو منہ کے بَل جہنم میں ڈال دے گا۔"

۳۷۹ - عَنْ عَائِشَةَ رضہ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ مَنْ وُّلِّيَ مِنْ اَمْرِ اُمَّتِيْ شَيْئًا فَشَقَّ عَلَيْهِمْ فَاشْقُقْ عَلَيْهِ وَمَنْ وُّلِّيَ مِنْ اَمْرِ اُمَّتِيْ شَيْئًا فَرَفَقَ بِهِمْ فَارْفُقْ بِهٖ۔ (رواہ مسلم - مشکوٰۃ - کتاب الامارۃ)

"(بروایت حضرت عائشہؓ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: اے اللہ جو شخص میری اُمّت کے معاملات کا ذمّہ دار بنے اور پھر وہ لوگوں کو پریشانیوں

Marfat.com

اور مشقّتوں میں مبتلا کردے تو اے خدا! تُو بھی اُس کی زندگی تنگ کردے، اور جو شخص میری اُمّت کے معاملات کا والی بنے اور پھر لوگوں سے محبّت و شفقت سے پیش آئے تو اے خُدا! تُو بھی اس پر رحم فرما۔"

۳۸۰ - عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْ اُمَّتِیْ وَلِیَ مِنْ اَمْرِ الْمُسْلِمِيْنَ شَيْئًا لَمْ يَحْفَظْهُمْ بِمَا يَحْفَظُ بِهٖ نَفْسَهٗ وَاَهْلَهٗ اِلَّا لَمْ يَجِدْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ - (المعجم الصغیر للطبرانی - ص ۱۹۰)

"عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: "میری اُمّت میں سے جو کوئی بھی مسلمانوں کے کسی معاملہ کا ذمّہ دار بنا، پھر اُس نے اسی طریقہ سے ان کی حفاظت نہ کی جس طرح وہ اپنی اور اپنے گھر والوں کی حفاظت کرتا ہے تو وہ جنّت کی مہک تک نہ پائے گا۔"

۳۸۱ - عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ وَّلِیَ مِنْ اَمْرِ الْمُسْلِمِيْنَ شَيْئًا فَغَشَّهُمْ هُوَ فِی النَّارِ

(المعجم الصغیر للطبرانی - ص ۷۸)

"حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: "جو مسلمانوں کے کسی معاملہ کا متولّی (ذمّہ دار) بنا - پھر اس نے ان سے خیانت کی تو وہ آگ میں جلے گا۔"

اسلامی حکومت کے فرائض

۳۸۲ - عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُؤْتٰی بِالرَّجُلِ الْمُتَوَفّٰی عَلَیْهِ الدَّیْنُ فَیَسْئَلُ هَلْ تَرَکَ لِدَیْنِهٖ قَضَآءً فَاِنْ حُدِّثَ اَنَّهٗ تَرَکَ وَفَآءً صَلّٰی، وَاِلَّا قَالَ لِلْمُسْلِمِیْنَ صَلُّوْا عَلٰی صَاحِبِکُمْ فَلَمَّا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَیْهِ الْفُتُوْحَ قَامَ فَقَالَ اَنَا اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ فَمَنْ تُوُفِّیَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ فَتَرَکَ دَیْنًا فَعَلَیَّ قَضَآءُهٗ وَمَنْ تَرَکَ مَالًا فَلِوَرَثَتِهٖ ۔

(بخاری - مسلم - مشکوٰۃ - باب الافلاس)

"حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کسی مقروض شخص کا جنازہ لایا جاتا تو آپؐ دریافت فرماتے: کیا اس نے اپنے قرض کی ادائیگی کے لیے کچھ مال چھوڑا ہے؟ اگر جواب اثبات میں ملتا تو آپؐ جنازے کی نماز پڑھا دیتے، ورنہ آپؐ لوگوں سے کہتے: "جاؤ اپنے ساتھی پر نماز پڑھ لو" لیکن جب بعد میں فتوحات کی ریل پیل ہو گئی تو آپؐ نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: "میں مسلمانوں سے ان کی جانوں کی بہ نسبت زیادہ قریب ہوں۔ اس لیے جو مسلمان قرض چھوڑ کر مرے تو اس کی ادائیگی میرے ذمے ہے، اور جو

Marfat.com

مال چھوڑ کر وفات پائے تو اس کے حق دار اس کے وارث ہیں"۔

تشریح : اِس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی حکومت ان تمام لوگوں کی بنیادی ضروریات کی ذمہ دار ہے جو خود اپنے پاؤں پر کھڑے نہیں ہو سکتے۔ بنیادی ضروریات یہ ہیں :

(۱) خوراک (۲) لباس (۳) مکان (۴) علاج (۵) تعلیم۔

اگر کسی حکومت میں اس کے شہری اِن بنیادی ضروریات ہی سے محروم ہوں تو ایسی حکومت کو صحیح معنیٰ میں اسلامی نہیں قرار دیا جا سکتا۔ حضرت عمرؓ نے قحط کے زمانے میں چور پر قطعِ ید کی حد جاری نہیں کی۔ اس کی وجہ ظاہر ہے کہ جب ایک حکومت اپنے شہریوں کے لیے خوراک کا انتظام نہیں کر سکتی تو وہ چور کا ہاتھ کیسے کاٹ سکتی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ چور نے حالات سے مجبور ہو کر چوری کی ہو۔

Marfat.com

اوصافِ امامت وقیادت

۳۸۳- عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَؤُمُّ الْقَوْمَ اَقْرَؤُھُمْ لِکِتَابِ اللّٰہِ فَاِنْ کَانُوْا فِی الْقِرَاءَۃِ سَوَآءً فَاَعْلَمُھُمْ بِالسُّنَّۃِ فَاِنْ کَانُوْا فِی السُّنَّۃِ سَوَآءً فَاَقْدَمُھُمْ ھِجْرَۃً فَاِنْ کَانُوْا فِی الْھِجْرَۃِ سَوَآءً فَاَقْدَمُھُمْ سِنًّا، وَلَا یَؤُمَّنَّ الرَّجُلُ الرَّجُلَ فِیْ سُلْطَانِہٖ وَلَا یَقْعُدْ فِیْ بَیْتِہٖ عَلٰی تَکْرِمَتِہٖ اِلَّا بِاِذْنِہٖ۔ (رواہ مسلم بشکوٰۃ باب الامامۃ ص ۹۲)

(بروایت ابومسعودؓ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں کا امام وہ بنے جو ان میں قرآن کا زیادہ عالم ہو۔ اگر اس میں برابر ہوں تو پھر وہ آگے بڑھے جو سنت کا علم زیادہ رکھتا ہو۔ اگر اس میں بھی یکساں ہوں تو پھر وہ نماز پڑھائے جس نے ہجرت میں پیش قدمی کی ہو، اور اگر اس میں بھی برابر ہوں تو پھر وہ امام بنے جو عمر میں بڑا ہو۔ کوئی شخص کسی دوسرے مسلمان بھائی کے اثر و رسوخ کے مقام پر امامت نہ کرے اور نہ اس کے گھر میں اس کی گدی پر اس کی اجازت کے بغیر بیٹھے۔"

توضیح: (۱) اسلام میں چونکہ سیاست بھی دین کے تابع ہے اس لیے

Marfat.com

مسجد میں پیشوائی کے لیے جن اوصاف کا لحاظ رکھا جاتا ہے، انہی اوصاف کا لحاظ صدرِ مملکت اور وزیرِ اعظم بناتے وقت بھی رکھنا چاہیے۔ دینی لحاظ سے چار اوصاف یہاں بیان ہوئے ہیں:

(۱) قرآن کے علم میں برتری۔

(۲) سنّت کی واقفیت میں فوقیت۔

(۳) ہجرت یا کسی اہم دینی خدمت میں سبقت۔

(۴) عمر کے لحاظ سے بزرگی۔

(۲) جس عالمِ دین کے جہاں اثرات اور مقبولیت زیادہ ہو وہاں کسی دوسرے شخص کا منصب امامت و قیادت پر مسلّط ہو جانا، مسلمانوں کی اجتماعی زندگی کے لیے انتشار انگیز ثابت ہو سکتا ہے۔ الّا یہ کہ وہ خود اس کی اجازت دے دے۔ اسی طرح کسی شخص کی خاص گدّی یا کرسی پر اس کی اجازت کے بغیر نہ بیٹھنا چاہیے، اس سے بھی تلخیوں اور غلط فہمیوں کا دروازہ کھُل سکتا ہے۔

۳۸۴ - عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَةٌ لَّا تُرْفَعُ صَلٰوتُهُمْ فَوْقَ رُءُوْسِهِمْ شِبْرًا رَجُلٌ اَمَّ قَوْمًا وَّهُمْ لَهٗ كَارِهُوْنَ وَامْرَاَةٌ بَاتَتْ وَزَوْجُهَا عَلَيْهَا سَاخِطٌ، وَّاَخَوَانِ مُتَصَارِمَانِ - (ابن ماجہ۔ مشکوٰۃ۔ باب الامامۃ)

"حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین قسم کے افراد ہیں جن کی نمازیں ان کے سروں سے بالشت بھر بھی اونچی نہیں ہوتیں یعنی خدا کے ہاں ان کی مقبولیت کا کوئی مقام نہیں ہے:

(۱) ایسا شخص جو لوگوں کا امام بنا ہُوا ہے حالانکہ وہ اُسے ناپسند رکھتے ہیں۔

(۲) وہ عورت جو اس حالت میں رات گزارے کہ اس کا شوہر اس سے ناراض ہو۔

(۳) دو مسلمان (بھائی) جو ایک دوسرے سے قطع تعلق کیے ہوئے ہوں"۔

تشریح : امیر و امام کا ایک نمایاں وصف یہ بھی ہے کہ سیرت و اخلاق کی بنا پر عوام میں اس کی مقبولیت و محبوبیت پائی جاتی ہو۔ اور جب بھی وہ یہ محسوس کرے کہ لوگوں کی اکثریت اس سے خوش نہیں ہے تو اس ذمہ داری سے خود ہی الگ ہو جانا چاہیے۔

منصب کی طلب

۳۸۵ ۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَسْئَلِ الْاِمَارَةَ فَاِنَّکَ اِنْ اُعْطِیْتَہَا عَنْ مَسْئَلَةٍ وُکِلْتَ اِلَیْہَا وَاِنْ اُعْطِیْتَہَا عَنْ غَیْرِ مَسْئَلَةٍ اُعِنْتَ عَلَیْہَا (بخاری مسلم مشکوٰۃ۔ کتاب الامارۃ ص ۳۱۲)

"عبدالرحمٰن بن سمرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: امارت کی طلب مت کرو۔ اگر تم اسے مانگ لوگے تو اسی کے حوالے کر دیے جاؤ گے اور اگر بن مانگے امارت ملے گی تو اس سے عہدہ برآ ہونے کے لیے اللہ کی طرف سے، تمہاری مدد کی جائے گی"۔

تشریح : امارت و حکومت کی ذمہ داریاں اتنی زیادہ ہیں کہ کوئی دیانتدار صاحبِ فہم اس بوجھ کو اُٹھانے کے لیے خود آگے نہیں بڑھ سکتا۔

Marfat.com

اس کے باوجود اگر کوئی شخص اس سلسلے میں دَوڑ دھوپ کرتا ہے تو وہ دو حال سے خالی نہیں ہے۔

یا تو وہ ان مناصب کی نزاکت اور ذمہ داریوں سے بے خبر ہے یا پھر وہ عہدوں کا بھوکا اور ہوسِ اقتدار میں مبتلا ہے۔

ان دونوں میں سے ہر شکل ایسے شخص کے نااہل ہونے کے لیے کافی ہے۔

۳۸۶۔ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنِ ابْتَغَی الْقَضَآءَ وَسَاَلَ وَکُلَّ اِلٰی نَفْسِہٖ وَمَنْ اُکْرِہَ عَلَیْہِ اَنْزَلَ اللّٰہُ مَلَکًا یُسَدِّدُہٗ۔ (رواہ الترمذی وابن ماجہ مشکوٰۃ باب العمل فی القضاء)

"حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے منصب قضا طلب کیا وہ اپنے نفس کے حوالے کر دیا جائے گا اور جو اس پر مجبور کیا گیا اللہ تعالیٰ فرشتہ نازل فرمائے گا جو اُسے سیدھا چلاتا رہے گا۔"

طلبِ مناصب کے حدود

۳۸۷۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ طَلَبَ قَضَآءَ الْمُسْلِمِیْنَ حَتّٰی یَنَالَہٗ ثُمَّ غَلَبَ عَدْلُہٗ جَوْرَہٗ فَلَہُ الْجَنَّۃُ وَمَنْ غَلَبَ جَوْرُہٗ عَدْلَہٗ فَلَہُ النَّارُ۔ (رواہ ابوداؤد مشکوٰۃ۔ باب العمل فی القضاء)

"حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے منصب قضا طلب کیا اور اُسے پا لینے کے بعد اس کا عدل اس کے ظلم پر غالب آگیا اس کے لیے جنت ہے اور جس کا ظلم اس کے عدل پر غالب آگیا اُس کے لیے دوزخ ہے۔"

Marfat.com

عام حالات میں شریعت کا تقاضا یہی ہے کہ ایک مسلمان، ذمہ دارانہ مناصب کے لیے خود تگ و دَو نہ کرے ورنہ اس کا تقویٰ داغدار ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ لیکن حرص و طمع میں مبتلا ہوئے بغیر اگر کوئی شخص یہ توقع رکھتا ہے کہ اس کے آگے بڑھنے سے واقعی حق و انصاف کے تقاضے پُورے ہو سکتے ہیں اور شر و فساد کے علمبرداروں کا زور توڑا جا سکتا ہے تو یہ ایک مستثنیٰ شکل ہے۔ اور یہ بھی اس صورت میں جب کہ اس کام کے لیے دوسرا قابلِ اعتماد سیرت والا شخص معاشرے میں موجود نہ ہو۔ یہ وضاحت اس لیے ضروری ہے کہ طلبِ منصب کے بارے میں مخالف اور موافق دونوں قسم کی روایات کا صحیح مطلب سامنے آجائے۔

بہرحال احتیاط اسی میں ہے کہ اس آزمائش کی بھٹی میں ڈالنے سے اپنے آپ کو بچایا جائے۔ جیسا کہ دوسری روایت میں ہے کہ جو قاضی بنا گویا وہ چھُری کے بغیر ہی ذبح کر دیا گیا۔

Marfat.com

حکومت کی اصلاح کا مدار عوام کی دُرستی پر ہے

۳۸۸ - عَنْ یَحْیٰی بْنِ هَاشِمٍ عَنْ یُوْنُسَ ابْنِ اَبِیْ اِسْحَاقَ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَمَا تَکُوْنُوْنَ کَذَالِکَ یُؤَمَّرُ عَلَیْکُمْ - (مشکوٰۃ - باب کتاب الامارۃ)

(بروایت ابُو اسحاق عن ابیہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: جیسے تم ہوگے ویسے ہی تم پر امیر (حکمران) مُسلّط ہوں گے۔"

توضیح : عام طور پر حکمران گروہ سوسائٹی کا مکمّن ہوتا ہے۔ اب اگر عوام بدکردار ہوں گے تو ان کے خواص کب نیک سیرت ہو سکتے ہیں۔

خصوصاً آج کے جمہوری دَور میں جب کہ عوام ہی کو اپنی مرضی سے اپنے حکمران یا نمائندے منتخب کرنے کا اختیار ہوتا ہے۔

دوسرا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جس ملک کے عوام شر پسند ہوں گے وہاں سزا کے طور پر اللہ تعالیٰ شریر قسم کے حکمران مسلّط کر دے گا۔

شورائی نظام کی اہمیّت

۳۸۹ - عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰ

Marfat.com

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ أُمَرَاؤُكُمْ خِيَارَكُمْ وَأَغْنِيَاءُكُمْ سُمَحَاءَكُمْ وَأُمُورُكُمْ شُورَى بَيْنَكُمْ فَظَهْرُ الْأَرْضِ خَيْرٌ لَّكُمْ مِّنْ بَطْنِهَا وَإِذَا كَانَ أُمَرَاؤُكُمْ شِرَارَكُمْ وَأَغْنِيَاؤُكُمْ بُخَلَاءَكُمْ وَأُمُورُكُمْ إِلَى نِسَائِكُمْ فَبَطْنُ الْأَرْضِ خَيْرٌ لَّكُمْ مِّنْ ظَهْرِهَا۔

(ترمذی۔ مشکوٰۃ۔ باب تغیر الناس)

"(بروایت ابوہریرہؓ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب تمھارے اُمراء (حکمران) (اخلاق وکردار کے لحاظ سے) اچھے لوگ ہوں، تمھارے (معاشرے کے) خوش حال افراد فیاض ہوں، اور تمھارے (اجتماعی) معاملات باہمی مشورے سے طے پاتے ہوں تو یقیناً تمھارے لیے یعنی مسلم قوم کے لیے زمین کی پشت (زندگی) زمین کی گود (موت) سے بہتر ہے۔ اور جب تمھارے حاکم بدکردار لوگ ہوں، تمھارے مالدار افراد بخیل ہوں اور تمھارے معاملات بیگمات کے حوالے ہوں تو پھر زمین کی گود زمین کی پشت سے (بدرجہا) بہتر ہے (یعنی ایسی مسلم قوم خود اپنے لیے بھی ذلت ورُسوائی کی موجب ہے اور اسلام کے لیے بھی ننگ وعار کی باعث)۔"

تشریح: اس حدیث میں تین اُمور کو مسلم معاشرے کے لیے دُنیا و آخرت کی سعادت کا سرچشمہ قرار دیا گیا ہے۔ اگر کسی معاشرے میں یہ تینوں اجتماعی اوصاف موجود ہوں تو وہ فلاح وکامرانی سے ہم کنار ہوگا۔

(۱) خداترس قیادت وحکومت۔ (۲) فیاض اور غریبوں کے ہمدرد، اصحابِ ثروت۔ (۳) تمام اجتماعی معاملات میں مشاورت وجمہوریت کی روح کارفرما۔

اس کے برعکس اگر حکمران افراد بدطینت ہوں، مالدار گروہ بخیل وحریص ہو
شہوانی میلانات اور عیش پسندانہ رجحانات کا یہ حال ہو کہ اجتماعی اُمور میں سر
عورتیں ہوں تو پھر ایسا معاشرہ آج نہیں مٹا تو کل مٹ کر رہے گا۔

اس حدیث سے یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ جس سوسائٹی میں مشاورت
اور باہمی اعتماد و تعاون ناپید ہوگا وہاں عورتوں کی قوامیت کی شکل میں بدترین آم
مُسلط ہو کر رہے گی۔

Marfat.com

عدالت کی ذمّہ داریاں

۳۹۰ - عَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْقُضَاةُ ثَلٰثَةٌ وَّاحِدٌ فِي الْجَنَّةِ وَاثْنَانِ فِي النَّارِ فَاَمَّا الَّذِيْ فِي الْجَنَّةِ فَرَجُلٌ عَرَفَ الْحَقَّ فَجَارَ فِي الْحُكْمِ فَهُوَ فِي النَّارِ وَرَجُلٌ قَضٰى لِلنَّاسِ عَلٰى جَهْلٍ فَهُوَ فِي النَّارِ۔ (رواہ ابوداؤد وابن ماجہ بشکوٰۃ۔ باب العمل فی القضاء)

"حضرت بریدہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قاضی تین قسم کے ہیں۔ ایک قسم جنت میں جائے گی اور دو قسمیں دوزخ میں۔ جنت کا حق دار وہ شخص ہے جس نے حق کو پہچان کر اُس کے مطابق فیصلہ کیا۔ جس شخص نے حق کو پہچان کر فیصلہ کرنے میں ظلم کیا وہ دوزخ میں ہے۔ اسی طرح جو شخص نے جہالت میں لوگوں کے فیصلے کیے وہ بھی دوزخ میں ہوگا۔"

تشریح: اسلامی حکومت کے قاضی میں دو بنیادی شرطیں ہونا ضروری ہیں:

(۱) قانون کی پوری واقفیت۔

(۲) ہر معاملہ میں عدل وانصاف کے تقاضوں کا لحاظ۔

اگر ان دونوں اوصاف میں سے کوئی وصف موجود نہیں ہے تو وہ اس قابل

نہیں ہے کہ اسے اسلامی عدالت میں قاضی کا منصب سونپا جائے۔

۳۹۱ ۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ جُعِلَ قَاضِیًا بَیْنَ النَّاسِ فَقَدْ ذُبِحَ بِغَیْرِ سِکِّیْنٍ۔

(رواہ ابو داؤد، ابن ماجہ۔ مشکوٰۃ۔ باب العمل فی القضاء)

"(بروایت ابوہریرہؓ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو لوگوں کے درمیان (فیصلہ کرنے کے لیے) قاضی بنایا گیا گویا وہ چھری کے بغیر ہی ذبح کر دیا گیا۔"

یعنی یہ قضا کا منصب انتہائی نازک ذمہ داری کا منصب ہے۔ اگر قاضی غیر منصفانہ روش اختیار کرتا ہے تو خدا کے ہاں پکڑا جائے گا اور اگر انصاف کی راہ پر چلتا ہے تو بااثر مجرموں کی دشمنی کا نشانہ بنتا ہے۔

نفاذ قانون میں مساوات

۳۹۲ ۔ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَقِیْمُوْا حُدُوْدَ اللّٰهِ فِی الْقَرِیْبِ وَالْبَعِیْدِ وَلَا تَاْخُذْکُمْ فِی اللّٰهِ لَوْمَةُ لَائِمٍ۔ (رواہ ابن ماجہ۔ مشکوٰۃ۔ کتاب الحدود)

"حضرت عبادہؓ بن صامت سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اپنے سے قریب والوں اور دور والوں پر (یکساں) حدیں جاری کرو۔ اور اللہ کے معاملہ میں کسی ملامت گر کی ملامت کی تمہیں پرواہ نہیں ہونی چاہیے۔"

قانونی مساوات

۳۹۳ - عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ فِیْ بَیْتِہَا فَدَعٰی وَصِیْفَۃً لَّہٗ اَوْ لَھَا فَاَبْطَأَتْ فَاسْتَبَانَ الْغَضَبُ فِیْ وَجْھِہٖ فَقَامَتْ اُمُّ سَلَمَۃَ اِلَی الْحِجَابِ فَوَجَدَتِ الْوَصِیْفَۃَ تَلْعَبُ وَمَعَہٗ سِوَاکٌ فَقَالَ لَوْلَا خَشْیَۃُ الْقَوَدِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ لَاَوْجَعْتُکِ بِھٰذَا السِّوَاکِ - (ادب المفرد - باب قصاص العبد، ص ۲۹)

"اُمِّ سلمہؓ سے روایت ہے کہ آنحضورؐ ان کے مکان میں تھے تو آپؐ نے اپنی لونڈی کو بلایا - اُس نے آنے میں دیر کردی تو آپؐ کا چہرہ غصہ سے تمتما اٹھا - اُمِّ سلمہؓ پردہ کے پاس کھڑی ہوئیں تو انھوں نے لونڈی کو کھیلتے ہوئے پایا۔ اُس وقت آپؐ کے پاس مسواک تھی - آپؐ نے لونڈی کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: اگر قیامت کے دن قصاص کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں تجھے اِس مسواک سے سزا دیتا۔"

تشریح: (۱) اِس روایت میں آخرت کی عدالت کا ذکر ہے، اس سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ جب معمولی سی ضرب و توبیخ پر آخرت میں قصاص کا اندیشہ ہوسکتا ہے تو دُنیاوی عدالت میں بدرجہ اولیٰ اس پر باز پرس ہوسکتی ہے۔

(۲) غلاموں اور خادموں کے ساتھ کیسا برتاؤ ہونا چاہیے اس کا ایک اعلیٰ نمونہ اس حدیث میں ملتا ہے۔

قانونی معافی کی حدود

۳۹۴ - عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ

Marfat.com

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَقِيْلُوْا ذَوِى الْهَيْئَاتِ عَثَرَاتِهِمْ اِلَّا الْحُدُوْدَ۔

(رواہ ابوداؤد، مشکوٰۃ۔ کتاب الحدود)

(بروایت عائشہؓ) آپؐ نے فرمایا: "حیثیت والوں سے ان کی لغزشیں معاف کر دو۔ مگر یہ واضح رہے کہ اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدود معاف نہیں ہو سکتیں۔"

تشریح: یہاں "حیثیت" سے مراد وہ اعزاز و احترام ہے جو ایک مسلم سوسائٹی میں علم و تقویٰ اور دینی خدمات کی بنا پر حاصل ہوتا ہے۔ ایسے افراد سے اگر کوئی لغزش ہو جائے تو اسے نظر انداز کر دینا ہی مناسب ہے۔

اس حدیث کی تائید میں حاطبؓ بن ابی بلتعہ کا واقعہ پیش کیا جا سکتا ہے۔ انھوں نے محض اپنے ذاتی مصالح کی بنا پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک راز مشرکین مکہ پر ظاہر کرنے کی کوشش کی تھی۔ ان کا یہ جرم محض اس لیے معاف کر دیا گیا کہ انھوں نے جنگِ بدر کے نازک موقع پر دشمنوں کے مقابلہ میں جان کی بازی لگا دی تھی۔ لیکن خلیفۂ وقت کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ کسی بڑے سے بڑے متقی اور مجاہد کی خاطر حدود اللہ کو ٹال سکے۔

عدالت کے اُصول و آداب

۳۹۵۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زُبَيْرٍ قَالَ قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ الْخَصْمَيْنِ يَقْعُدَانِ بَيْنَ يَدَيِ الْحَاكِمِ۔

(رواہ احمد و ابو داؤد۔ مشکوٰۃ۔ باب الاقضیہ)

"حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

نے فرمایا کہ: مدعی اور مدعا علیہ دونوں قاضی کے سامنے پیش کیے جائیں۔

تشریح: عدالت کے سامنے فریقین کی حاضری ضروری ہے۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ کسی فریق کو دولت، منصب یا اثر و رسوخ کی بنا پر عدالت کی پیشی سے مستثنیٰ قرار دے دیا جائے۔

۳۹۶۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ يُعْطَى النَّاسُ بِدَعْوَاهُمْ لَادَّعٰى نَاسٌ دِمَاءَ رِجَالٍ وَّاَمْوَالَهُمْ وَلٰكِنَّ الْيَمِيْنَ عَلَى الْمُدَّعٰى عَلَيْهِ۔

(رواہ مسلم۔ مشکوٰۃ۔ باب القضیہ)

"حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اگر لوگوں کے حق میں فیصلے محض ان کے دعووں کی بنا پر کر دیے جائیں تو پھر ہر شخص کی جان و مال کے مدعی پیدا ہو جائیں (اور کوئی بھی ایسا نہ رہے کہ اس کی جان اور مال محفوظ ہوں) اس لیے مدعیٰ علیہ کو حلف اٹھانے کا حق ملنا چاہیے۔"

تشریح: دوسری روایت میں ہے کہ مدعی اپنے دعوے کے ثبوت میں گواہ پیش کرے۔ اگر وہ ایسا نہیں کر سکتا تو مذکورہ بالا حدیث کی روشنی میں مدعیٰ علیہ حلف اٹھا کر الزام سے بری ہو سکتا ہے۔

۳۹۷۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ادْرَءُوا الْحُدُوْدَ عَنِ الْمُسْلِمِيْنَ مَا اسْتَطَعْتُمْ فَاِنْ كَانَ لَهٗ مَخْرَجٌ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهٗ فَاِنَّ الْاِمَامَ يُخْطِئُ فِي الْعَفْوِ خَيْرٌ

مِنْ اَنْ يُخْطِئَ فِي الْعُقُوْبَةِ ۔ (رواہ الترمذی۔ مشکوٰۃ۔ کتاب الحدود)

"حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جہاں تک ممکن ہو مسلمانوں سے شرعی حدود کے نفاذ کو ٹالتے رہو۔ اگر ذرا سی بھی گنجائش نظر آجائے تو ملزم کی راہ نہ روکو، اس لیے کہ امیر وقت کا ملزم کے چھوڑ دینے میں غلطی کر جانا اس سے بہتر ہے کہ وہ سزا دینے میں کسی بے گناہ کو نشانہ بنا ڈالے"۔

تشریح: اس حدیث سے صاف واضح ہے کہ عدالت میں مقدمہ چلانے کے باوجود اگر ثبوتِ جرم میں ذرا شائبہ بھی رہ جائے تو ملزم کو سزا نہیں دی جا سکتی۔ اس سے بدرجہ اولیٰ یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ کسی کو مقدمہ چلائے بغیر نظربند رکھنا یا کوئی اور پابندی عائد کرنا اسلامی عدل کے یکسر منافی ہے۔

جنگی اخلاق

۳۹۸ - عَنْ اَنَسٍ رض اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ انْطَلِقُوْا بِسْمِ اللّٰہِ وَبِاللّٰہِ وَعَلٰی مِلَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ، لَا تَقْتُلُوْا شَیْخًا فَانِیًا وَّلَا طِفْلًا صَغِیْرًا وَّلَا مْرَءَۃً وَّلَا تَغُلُّوْا وَضُمُّوْا غَنَائِمَکُمْ وَاَصْلِحُوْا وَاَحْسِنُوْا اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ۔

"حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "(دشمنوں سے جہاد کے لیے) اللہ کے نام کے ساتھ، اللہ کی توفیق و تائید کے ساتھ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ملت (دین) پر قائم رہتے ہوئے نکل کھڑے ہو! (لیکن یہ یاد رہے کہ جنگ کے موقع پر) ناتواں بوڑھوں، چھوٹے بچوں اور عورتوں پر ہاتھ نہ اٹھاؤ۔ مالِ غنیمت میں خیانت نہ کرو۔ جنگ میں جو کچھ ہاتھ آئے سب ایک جگہ جمع کرو۔ نیکی اور احسان کی راہ اختیار کرو۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو پسند رکھتا ہے۔"

تشریح: اسلام نے جنگ کے بارے میں بنیادی اخلاقی ہدایت بیان کی ہے کہ جو تم سے لڑتے ہیں انہی پر تم ہاتھ اٹھاؤ۔ معصوم بچوں، عورتوں اور کمزور سن رسیدہ افراد کو اپنے حملوں کا نشانہ نہ بناؤ۔

Marfat.com

بین الاقوامی اخلاق

۳۹۹ ۔ عَنْ سُلَيْمِ بْنِ عَامِرٍ قَالَ كَانَ بَيْنَ مُعَاوِيَةَ وَبَيْنَ الرُّوْمِ عَهْدٌ، وَكَانَ يَسِيْرُ نَحْوَ بِلَادِهِمْ حَتّٰى إِذَا انْقَضَى الْعَهْدُ أَغَارَ عَلَيْهِمْ، فَجَاءَ رَجُلٌ عَلٰى فَرَسٍ، وَهُوَ يَقُوْلُ اللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ، وَفَاءٌ لَا غَدْرٌ فَنَظَرَ فَإِذَا هُوَ عَمْرُو بْنُ عَبْسَةَ، فَسَأَلَهُ مُعَاوِيَةُ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ كَانَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ قَوْمٍ عَهْدٌ فَلَا يَحُلَّنَّ عَهْدًا وَلَا يَشُدَّنَّهُ حَتّٰى يَمْضِيَ أَمَدُهُ أَوْ يَنْبِذُ إِلَيْهِمْ عَلٰى سَوَاءٍ، فَرَجَعَ مُعَاوِيَةُ بِالنَّاسِ۔ (ابوداؤد، مشکوٰۃ ۔ باب الامان)

سلیم بن عامر سے روایت ہے کہ حضرت معاویہؓ اور رومیوں کے درمیان (جنگ نہ کرنے پر) معاہدہ ہوا تھا۔ حضرت معاویہؓ اسی زمانہ صلح میں (اپنی فوجیں لے کر) رومی سرحد کی طرف چل کھڑے ہوئے، (ان کا خیال تھا کہ) جونہی معاہدہ کی مدت ختم ہوگی دشمن پر دھاوا بول دیا جائے گا۔ (ابھی حضرت معاویہؓ سفر میں تھے) کہ ایک گھوڑے سوار نمودار ہوا۔ وہ کہہ رہا تھا: "اللہ اکبر، اللہ اکبر۔ معاہدہ کا لحاظ کرو اور عہد شکنی سے بچو۔" حضرت معاویہؓ نے جب ان

Marfat.com

کی طرف نگاہ اٹھائی تو معلوم ہوا کہ یہ عمروؓ بن عبسہ ہیں۔ حضرت معاویہؓ کے دریافت کرنے پر انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپؐ (ایک مرتبہ) فرما رہے تھے: "کسی قوم سے معاہدہ ہو تو اس میں کوئی تبدیلی کرنا جائز نہیں ہے تاوقتیکہ پوری مدت ختم نہ ہو جائے یا پھر برابر برابر معاہدہ دشمن کے منہ پر دے مارو۔" یہ حدیث سُن کر حضرت معاویہؓ فوجیں لے کر واپس پلٹ آئے۔"

اس حدیث سے کئی باتیں معلوم ہوتی ہیں:

(۱) جس ملک سے معاہدہ ہو اسے تیاری کا مساویانہ طور پر موقع دیے بغیر صلح کی مدت ختم ہوتے ہی اس پر اچانک ٹوٹ پڑنا جائز نہیں ہے۔

(۲) اگر صلح کی مدت کے زمانہ میں بھی جنگ کی نوبت آجائے تو حریف کو پہلے سے مطلع کر دینا ضروری ہے۔

یہی معنیٰ ہیں قرآن مجید کی اس آیت کے:

وَاِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً فَانْبِذْ اِلَيْهِمْ عَلٰى سَوَآءٍ ط
(الانفال: ۵۸)

یعنی اگر کسی قوم سے خیانت کا اندیشہ ہو تو مساویانہ طور پر اس کا معاہدہ اس کے منہ پر دے مارو۔"

(۳) اس روایت سے سمع و طاعت کے معاملہ میں صحابہ کرامؓ کا بلند کردار بھی سامنے آتا ہے۔ حضرت معاویہؓ کو جونہی یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کا طرزِ عمل فرمانِ نبویؐ کے خلاف ہے، دشمن کی طرف بڑھنے والی فوجوں کو فوراً واپسی کا حکم دیدیتے ہیں۔

Marfat.com

(۴) صحابہ کرامؓ کی زندگی کا ایک اہم اور سبق آموز پہلو یہ ہے کہ وہ کسی بھی صاحبِ سطوت خلیفہ یا حکمران کے مقابلہ میں کلمۂ حق کہنے سے نہیں چوکتے تھے۔ حضرت عمروؓ بن عبسہ کا یہ جرأت مندانہ اقدام ہر مسلمان کے لیے حق گوئی کا اعلیٰ نمونہ ہے۔

Marfat.com

دین وسیاست

۴۰۰ - عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُذُوا الْعَطَاءَ مَادَامَ عَطَاءً فَإِذَا صَارَ رِشْوَةً عَلَى الدِّيْنِ، فَلَا تَأْخُذُوْهُ وَلَسْتُمْ بِتَارِكِيْهِ يَمْنَعُكُمُ الْفَقْرُ وَالْحَاجَةُ أَلَا إِنَّ رَحَا الْإِسْلَامِ دَائِرَةٌ فَدُوْرُوا مَعَ الْكِتَابِ حَيْثُ دَارَ أَلَا إِنَّ الْكِتَابَ وَالسُّلْطَانَ لَيَفْتَرِقَانِ فَلَا تُفَارِقُوا الْكِتَابَ أَلَا إِنَّهُ سَيَكُوْنُ أُمَرَاءُ يَقْضُوْنَ لَكُمْ فَإِنْ أَطَعْتُمُوْهُمْ يُضِلُّوْكُمْ وَإِنْ عَصَيْتُمُوْهُمْ قَتَلُوْكُمْ۔ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ نَصْنَعُ قَالَ كَمَا صَنَعَ أَصْحَابُ عِيْسٰى نُشِرُوْا بِالْمَنَاشِيْرِ وَحُمِلُوْا عَلَى الْخَشَبِ مَوْتٌ فِي طَاعَةِ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنْ حَيَاةٍ فِي مَعْصِيَةِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ (المعجم الصغیر للطبرانی)

"حضرت معاذؓ بن جبل سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عطیہ قبول کرو جب تک کہ اس کی حیثیت عطیہ کی ہو، لیکن جب یہ عطیہ دین کے معاملہ میں رشوت بن جائے تو پھر اُسے قبول نہ کرو۔ مگر تم اُسے چھوڑنے والے نہیں ہو۔ فقر و فاقہ تمھیں اس کے قبول کرنے پر مجبور کر دے گا۔ ہاں سُنو! اسلام کی چکی گھوم رہی ہے، تو جس طرف قرآن کا رُخ ہو اُدھر تم بھی

Marfat.com

گھوم جاؤ۔ سنو! قرآن اور اقتدار عنقریب دونوں جدا ہو جائیں گے (خبردار) تم قرآن کا ساتھ نہ چھوڑنا۔ آئندہ ایسے حکمران ہوں گے جو تمھارے بارے میں فیصلے کریں گے۔ اگر تم ان کی اطاعت کرو گے تو وہ تمھیں گمراہ کر ڈالیں گے۔ اور اگر تم ان کی نافرمانی کرو گے تو وہ تمھیں موت کے گھاٹ اُتار دیں گے۔" (راوی نے) سوال کیا: "تب ہم کیا کریں؟ آپؐ نے فرمایا: "وہی کرو جو حضرت عیسیٰؑ کے ساتھیوں نے کیا۔ وہ لوگ آروں سے چیرے گئے، سولیوں پر لٹکائے گئے۔ اللہ کی نافرمانی میں زندگی گزارنے سے بہتر ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کے احکام کی پیروی کرتے ہوئے جان دے دے، (یعنی خواہ کتنی بڑی سے بڑی آزمائش کیوں نہ آجائے ایک مومن کو حق پر جمے رہنے اور حق کی دعوت دینے سے باز نہیں آنا چاہیے)"۔

تشریح: اس روایت میں چند اُمور کی طرف توجہ دلائی گئی ہے:

(۱) آپس میں ہدیہ، عطیہ اور دعوت وضیافت کی راہ ورسم ایک پسندیدہ عمل ہے، جس پر احادیث میں بار بار ترغیب دی گئی ہے۔ لیکن اس راہ ورسم کا آغاز اگر بااثر حکام کی طرف سے ہو تو اہلِ حق مداہنت کا شکار ہو سکتے ہیں اور ان کی زبانیں کھلم کھلا منکرات کو دیکھ کر نہ صرف یہ کہ خاموش بلکہ ان کی حمایت وتائید میں غلط فتوے دے سکتی ہیں۔

اس لیے ہم دیکھتے ہیں کہ جب امام احمد بن حنبلؒ کو عباسی خلفاء مامون، معتصم، واثق باللہ کے شدید دور ابتلاء میں ثابت قدمی کے بعد خلیفہ متوکل علی اللہ کے زمانہ میں درہم ودینار کی تھیلیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے تو ان کی زبان سے بے ساختہ

نکل جاتا ہے: هٰذَا اَشَدُّ عَلَیَّ مِمَّا مَضٰی قَبْلُ۔ یعنی شاہی تحائف و ہدایا کی شکل میں آزمائش، تازیانوں کے دور سے بھی زیادہ سخت ہے۔ یعنی اب اندیشہ ہے کہ کہیں دُنیاوی دولت و ثروت کو دیکھ کر قدم لڑکھڑا نہ جائیں۔ تاریخ بتاتی ہے کہ وہ اس آزمائش میں بھی ثابت قدم رہے۔

(۲) ایک مسلم معاشرے اور صالح اجتماعی نظام کے لیے خیر و سعادت کا پہلو اسی میں ہے کہ سیاست، دین کے تابع ہو، لیکن جہاں یہ دونوں جدا ہوں گے وہاں لازماً اجتماعی زندگی میں چنگیزیت برپا ہو کر رہے گی۔

۴۰۱ - عَنْ تَمِیْمٍ الدَّارِیِّ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلدِّیْنُ النَّصِیْحَۃُ ثَلَاثًا۔ قُلْنَا لِمَنْ؟ قَالَ لِلّٰہِ وَلِکِتَابِہٖ وَ لِرَسُوْلِہٖ وَلِاَئِمَّۃِ الْمُسْلِمِیْنَ وَعَامَّتِھِمْ۔ (صحیح مسلم)

"تمیم داری رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "دین نصیحت اور خیر خواہی کا نام ہے" (یہ الفاظ آپؐ نے تین بار دُہرائے) ہم نے دریافت کیا: "یہ نصیحت" کس کے لیے؟ آپؐ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ کے لیے، اس کی کتاب کے لیے، اس کے رسولؐ کے لیے، مسلمانوں کے سربراہوں کے لیے، اور عام مسلمانوں کے لیے"۔

تشریح

نصح کے اصل معنی ہیں ملاوٹ اور کھوٹ سے پاک ہونا۔ نَاصِحُ الْعَسَلِ خَالِصُہٗ (مفردات راغب) یعنی ایسا شہد جو موم وغیرہ سے پاک صاف کر لیا گیا ہو۔

Marfat.com

اسی طرح کہا جاتا ہے: نَصَحَ قَلْبُ الْاِنْسَانِ - یہ اس وقت بولا جاتا ہے جب کہ دل میں کسی قسم کا کھوٹ اور کینہ باقی نہ رہے، اور انسان کا ظاہر باطن سے ہم آہنگ ہو۔

اسی معنی میں قرآن حکیم میں مومنوں کو توبۃ نصوح کا حکم دیا گیا ہے - یعنی ایسی توبہ جو ہر قسم کے نفاق اور تلوّن سے پاک ہو۔

ایک جگہ قرآن حکیم میں مومنوں کی شان یہ بتلائی گئی ہے:

لَيْسَ عَلَى الضُّعَفَآءِ وَلَا عَلَى الْمَرْضٰى وَلَا عَلَى الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ مَا يُنْفِقُوْنَ حَرَجٌ اِذَا نَصَحُوْا لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ؕ مَا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ مِنْ سَبِيْلٍ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ (سورۃ التوبہ: ۹۱)

"ناتوانوں، بیماروں اور ان لوگوں پر کوئی الزام نہیں ہے جو (راہِ جہاد میں) خرچ کرنے کے لیے اپنے پاس کچھ نہیں پاتے، جبکہ وہ اللہ اور اس کے رسولؐ کے لیے سراپا نصیحت ہوں، اصحابِ احسان پر کوئی الزام نہیں، اور اللہ غفور رحیم ہے"

یعنی عام حالات میں میدانِ جہاد سے رُوگردانی کرنا ایمان اور اطاعت کے منافی ہے - لیکن عذر کی صورت میں خدا کے ہاں کوئی گرفت نہ ہوگی، بشرطیکہ دل اخلاص اور وفاداری سے بھرپور ہو۔

معلوم ہوا کہ معذور ہونے کی شکل میں اللہ تعالیٰ بندے پر عملی جدوجہد کا بار تو نہیں ڈالتا - لیکن نصیحت و خیرخواہی کا معاملہ ایسا ہے کہ اس کا ہر بندہ مکلّف

ہے، اور اس کے بغیر اس کی نجات ناممکن ہے۔

نصیحت لِلّٰہ کے معنی یہ ہیں کہ انسان اپنے اور خدا کے درمیان کوئی کھوٹ کا معاملہ نہ رکھے، اس کے دل کی گہرائیوں کا ہر گوشہ خلوص و وفاداری سے رچا بسا ہونا چاہیے۔

اس خلوص و وفاداری کا تقاضا ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کی ذات، صفات، اختیارات، آداب اور حقوق میں کسی مخلوق کو شریک اور ساجھی نہ ٹھیرائے۔

اس طرح انسان دراصل اپنے سے ہی خیر خواہی کرتا ہے اور اپنی ہی دنیا و آخرت سنوارتا ہے۔ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ۔ (حٰمٓ السجدہ: ۴۶)

نصیحت لکتابہ، کا تقاضا ہے کہ نزولِ قرآن کے مقصد کو پورا کیا جائے۔ یہ مقصد تین اُمور پر مشتمل ہے:

(۱) تلاوت، یعنی قرآن مجید کو ٹھہر ٹھہر کر اطمینان اور صحتِ تلفظ کے ساتھ پڑھا جائے۔ جیسا کہ قرآن میں ہے: وَقُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَءَهٗ عَلَى النَّاسِ عَلٰى مُكْثٍ۔ (بنی اسرائیل: ۱۰۶)

(۲) تدبّر و تفکّر، یعنی محض بے سمجھے بوجھے نہ پڑھا جائے بلکہ آیات میں غور و فکر بھی کیا جائے۔ مثلاً فرمایا: كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ (ص: ۲۹) (ہم نے آپؐ کی طرف یہ برکت والی کتاب اُتاری ہے تاکہ لوگ اس کی آیات میں غور و فکر کریں اور عقل و فہم والوں کو سرمایۂ نصیحت و عبرت حاصل ہو)۔

(۳) حکم بالقرآن، یعنی تدبّر برائے تدبّر ہی نہ ہو بلکہ یہ اس لیے ہو کہ قرآن حکیم

Marfat.com

کے قوانین اور ضابطوں کو اپنی ذات پر، ماحول پر، اپنے ملک پر بلکہ ساری دُنیا پر نافذ اور غالب کیا جائے۔ جیسا کہ فرمایا: اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَآ اَرٰىكَ اللّٰهُ۔ (النساء ۱۰۵) ہم نے آپؐ کی طرف حق کے ساتھ کتاب اُتاری ہے تاکہ آپؐ لوگوں کے درمیان انہی قوانین کی روشنی میں فیصلہ کریں جن کی طرف اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی رہنمائی فرمائی ہے۔ (النساء: ۱۰۵)

نصیحت لرسولہ۔ کے معنیٰ یہ ہیں کہ آپؐ کی سنّت کو تازہ کیا جائے اور اس نظام کو غالب کرنے کے لیے سر دھڑ کی بازی لگا دی جائے جس کے قائم کرنے کے لیے آپؐ نے اور آپؐ کے محترم اصحاب نے اپنا خون پسینہ ایک کر دیا تھا۔

آپؐ سے ثابت شدہ طریقہ کو ہر دوسرے انسانی طریقوں پر مقدم رکھا جائے اور آپؐ کے قول و فعل کے مقابلہ میں کسی اُمتی کی رائے اور عمل کو قطعاً کوئی وزن نہ دیا جائے۔

نصیحت لائمۃ المسلمین۔ یہاں مسلمانوں کے اماموں سے، آج کے مساجد کے مذہبی "پیشوا" مراد نہیں ہیں۔ یہ امت کی بدقسمتی ہے کہ دین و سیاست کی تفریق نے امامت کا مفہوم ہی بدل کر رکھ دیا ہے۔ اسلام میں سیاست اور دنیاوی معاملات دین کے تابع ہیں، اس لیے صحیح اسلامی حکومت میں جو مساجد میں امام ہوں گے وہی ملک کے سربراہ اور قائد بھی ہوں گے۔

مسلمانوں کے سربراہوں کی خیر خواہی کے معنیٰ یہ ہیں کہ اگر وہ نیک کام کریں تو ان سے تعاون کیا جائے اور اگر وہ کج روی اور غلط کاری کی راہ اختیا

Marfat.com

کریں تو بلا کسی جھجک اور خوف کے بیباکانہ ان پر تنقید کی جائے اور ان کی غلط روش عوام پر بے نقاب کر دی جائے، جیسا کہ حدیث میں ہے: اَفْضَلُ الْجِهَادِ كَلِمَةُ عَدْلٍ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ۔ یعنی کج رو اقتدار کے مقابلہ میں انصاف کی بات کہنا جہاد کی اعلیٰ قسم ہے۔

یہی وہ نصیحت ہے جس کا مظاہرہ امام مالکؒ نے منصور کے مقابلہ میں، امام احمد بن حنبلؒ نے مامون، معتصم اور واثق باللہ کے تازیانوں کے سائے میں، امام تیمیہؒ نے مصر کے جباروں کے مقابلہ میں اور مجدد الف ثانیؒ نے جہانگیر کے بھرے دربار میں کیا تھا۔

نصیحت لعامۃ المسلمین۔ اس کے چند پہلو ہو سکتے ہیں:

(۱) اگر عام مسلمان بھٹکے ہوئے ہیں تو ان کو حکمت اور موعظت حسنہ کے ساتھ سیدھے راستے کی طرف بلایا جائے، ان میں اسلامی شعور پیدا کیا جائے۔

(۲) اگر وہ جاہل ہیں تو ان میں دین کا علم پھیلایا جائے۔ دینی مدارس اور تعلیم بالغاں کے مراکز قائم کیے جائیں اور دعوتِ دین کو اتنا عام کیا جائے کہ ملک کے در و دیوار قال اللہ اور قال الرسولؐ کی صداؤں سے گونج اٹھیں۔

(۳) اگر وہ بیمار ہیں تو ان کی تیمارداری کی جائے۔ ان کے لیے دوائیں فراہم کی جائیں اور ان کے علاج معالجہ کے لیے ایسا مؤثر اجتماعی نظام قائم کیا جائے کہ کوئی بے سہارا مریض علاج سے محروم نہ رہ جائے۔

(۴) اگر مسلمانوں میں سے کوئی مصیبت زدہ یا مظلوم ہے تو انفرادی اور اجتماعی طور پر ظالم کا ہاتھ پکڑنے اور مظلوم کی دادرسی کرنے کی کوشش کی جائے،

Marfat.com

اور ایسے منظم ادارے وجود میں لائے جائیں کہ جن کے ہوتے ہوئے مسلم سوسائٹی میں کوئی کمزور، ناتواں اپنے آپ کو بے یار و مددگار محسوس نہ کرے۔

(۵) اگر کوئی مسلمان فوت ہو جائے تو اس کے کفن دفن میں شرکت کی جائے اس کے وَرَثہ کو صبر و تسلی دی جائے۔ اور اس طرح باہمی تعاون، ہمدردی اور غمگساری کا جذبہ ایسا عام کر دیا جائے کہ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ کا اثر انگیز نظارہ دنیا کے سامنے پھر سے آجائے۔

درحقیقت یہ حدیث کیا ہے، مختصر الفاظ میں دین کا خلاصہ اور عطر نکال کر رکھ دیا گیا ہے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

Marfat.com

بمصطفیٰ برساں خویش کہ دیں ہمہ اوست

سیرت پاک پر تین بہترین کتب

محسنِ انسانیت

نعیم صدیقی کے قلم سے

اعلیٰ ایڈیشن : ۲۴/- روپے
سستا ایڈیشن : ۱۳/۵۰ روپے

سیرت کا انقلابی پہلو، اچھوتا انداز
— مستند تاریخ —

محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم

عنایت اللہ سبحانی

دلچسپ انداز، نیا طرز، منفرد پیرایہ

اعلیٰ ایڈیشن : ۱۳/۸۰ روپے
سستا ایڈیشن : ۴/۷۵ "

تبصرات طیبہ

محمد عبدالحی

آسان زبان میں — تحریکی انداز میں

اعلیٰ ایڈیشن : ۷/۲۵ روپے
سستا ایڈیشن : ۲/۷۵ روپے

اسلامک پبلیکیشنز لمیٹڈ ۱۰۱۳ ای شاہ عالم مارکٹ، لاہور

Marfat.com

اصلاحِ سیرت اور

تربیتِ نفس کے لیے

ایک بہترین کتاب

النبی المحبوب

صفحات ۴۳۹

مصنف: میاں طفیل محمد

ناشر: اسلامک پبلی کیشنز

عام ایڈیشن ۱۳/- روپے سستا ایڈیشن ۶/۵۰ روپے

سُنّتِ رسولؐ

کی نوعیت، حیثیت اور اہمیت سمجھنے کے لیے

سُنّت کی آئینی حیثیت

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی کی شاہکار تالیف

وکلاء، علماء اور عام مسلمانوں کے لیے

بے نظیر کتاب

صفحات ۲۹۲

عام ایڈیشن مع کور ۹/۵۰ روپے سستا ایڈیشن ۵/-

اسلامی انقلاب لانے کیلئے

کیسی سیرت و کردار

کیسی جرأت و عزیمت

کیسے ذرائع و وسائل

کی ضرورت ہے؟

جادہ و منزل

مصنف: سید قطب شہیدؒ

مترجم: خلیل احمد حامدی

وقت کی اہم ترین کتاب

مطالعہ کیجئے

صفحات ۴۳۶

قیمت عام ایڈیشن ۸/- روپے

اسلامک پبلیکیشنز لمیٹڈ

۱۳۔ اے، شاہ عالم مارکیٹ لاہور

Marfat.com

انتخاب حدیث

○

مُرتّبہ:

مولانا عبدُالغفّار حسن عمر پُوری

○

اسلامک پبلیکیشنز لمیٹڈ

۱۳-ای، شاہ عالم مارکٹ، لاہور (پاکستان)

Marfat.com